مقروض پر زکوۃ کا حکم

ریفرنس نمبر: kan-14461 تاریخ: 01-10-2019

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے بینک سے مکان یا فلیٹ کی خریداری کے لیے رقم ادھار لی ہے اور ہر ماہ ایک مخصوص رقم قرض کی ادائیگی کی مد میں ادا کرتا ہے، اب اگر اس شخص کے پاس نصاب یا نصاب سے زیادہ رقم ہے، لیکن جو قرضہ اس نے لیا ہے، وہ اس نصاب سے کئی گنا زیادہ ہے جو کئی سالوں میں ادا ہو گا، تو کیا ہر سال اس شخص کے اوپر زکوۃ لازم ہو گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قرض کی جتنی اقساط باقی ہیں ان کو مالِ نصاب سے منہا کیا جائے گا، اب اگر یہ رقم اتنی ہے کہ جس کی وجہ سے مال ہی باقی نہیں رہتا، یا نصاب کی مقدار مال باقی نہیں رہتا، تو اس شخص پر زکوۃ واجب نہیں ہو گی اور اگر نصاب کی مقدار مال باقی رہتا ہے، تو دیگر شرائط کے ساتھ اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

یہ یاد رہے کہ سودی قرض لینا حرام ہے اور وہ رقم جو سود کی مد میں دی جائے گی (نعوذ باللہ) وہ قرض میں شامل نہیں اور وہ رقم نصاب سے منہا بھی نہیں ہو گی۔

اس قرض کی رقم کو زکوۃ کے نصاب سے منہا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرض میعادی نہیں ہوتا، مقروض سے ہمہ وقت اس کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے یعنی قرض خواہ جب چاہے مقروض سے اپنا قرض طلب کر سکتا ہے اور مقروض اسے دینے سے انکار نہیں کر سکتا، اگرچہ پہلے اس کی میعاد مقرر کر دی ہو اور یہاں اصول یہی ہے کہ وہ دَین جس کا کوئی مطالب بندوں کی طرف سے ہو چاہے مطالبہ فی الفور ہو یا تاخیر سے وہ مانع زکوۃ ہوتا ہے اور اتنا مال اس کے حوائج اصلیہ میں مشغول شمار ہو کر کالعدم قرار پاتا ہے۔

در مختار میں ہے: "القرض فلا یلزم تأجیلہ" یعنی قرض کی مدت لازم قرار نہیں پاتی۔

خاتم المحققین علامہ سید ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالی اس کے تحت فرماتے ہیں: "أي أنه یصح تأجیلہ مع کونه غیر لازم فللمقرض الرجوع عنه" یعنی قرض کی مدت مقرر کرنا اگرچہ صحیح ہے، لیکن یہ مدت لازم نہیں ہوتی مُقرِض اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد 7، صفحہ 402، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرض جسے لوگ دست گرداں کہتے ہیں شرعا ہمیشہ معجل ہوتا ہے، اگر ہزار عہد وپیمان ووثیقہ وتمسک کے ذریعہ اس میں میعاد قرار پائی ہو کہ اتنی مدت کے بعد دیا جائے گا، اس سے پہلے

اختیارِ مطالبہ نہ ہو گا، اگر مطالبہ کرے تو باطل ونا مسموع ہو وغیرہ وغیرہ ہزار شرطیں اس قسم کی کرلی ہوں، تو وہ سب باطل ہیں، اور قرض دہندہ کو ہر وقت اختیارِ مطالبہ ہے۔" (منہیۂ فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ247، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

امام ملک العلماء ابو بکر کاسانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:"ومنها أن لا يكون عليه دين مطالب به من جهة العباد عندنا فإن كان فإنه يمنع وجوب الزكاة بقدره حالا كان أو مؤجلا" ہمارے نزدیک زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرائط میں سے یہ ہے کہ اس پر ایسا دین نہ ہو جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہو، اگر ایسا دین ہو چاہے دین فی الحال دینا ہو یا بدیر وہ زکوٰۃ کے وجوب سے مانع ہو گا۔ (البدائع الصنائع، جلد2، صفحہ6، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام برہان الدین محمود مازہ رحمہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:"كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة، سواء كان الدين للعباد، أو لله تعالى كدين الزكاة" ہر وہ دین جس کا بندوں کی طرف سے کوئی مطالبہ کرنے والا ہو زکوٰۃ کے وجوب سے مانع ہوتا ہے، چاہے دین بندوں کا ہو یا اللہ تعالی کا جیسے (گزشتہ سالوں کی) زکوٰۃ کا دین۔

مزید فرماتے ہیں:"إنما منع وجوب الزكاة، لأن ملك المديون في القدر المشغول بالدين ناقص" یہ دین زکوٰۃ کے وجوب سے مانع اس لیے ہوتا ہے کہ مدیون کی ملک دین میں مشغول مال میں ناقص ہوتی ہے۔

(المحیط البرہانی، جلد2، صفحہ510، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

دین کے مال زکوٰۃ سے منہا ہونے کے حوالے سے فتاوی رضویہ میں ہے:"دینِ عبد (یعنی بندوں میں جس کا کوئی مطالبہ کرنے والا ہو اگرچہ دین حقیقتاً اللہ عزوجل کا ہو جیسے دینِ زکوٰۃ جس کا حق مطالبہ بادشاہِ اسلام اعز اللہ نصرہ کو ہے)، انسان کے حوائج اصلیہ سے ایسا دین جس قدر ہو گا اتنا مال مشغول بحاجت اصلیہ قرار دے کر کالعدم ٹھہرے گا اور باقی پر زکوٰۃ واجب ہو گی اگر بقدرِ نصاب ہو۔"

(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ126، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا امجد علی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:"نصاب کا مالک مگر اس پر دین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں، خواہ وہ دین بندے کا ہو جیسے قرض، زرِ ثمن، کسی چیز کا تاوان، یا اللہ عزوجل کا دین ہو، جیسے زکوٰۃ، خراج۔" (بہار شریعت، حصہ5، صفحہ878، مکتبۃ المدینہ کراچی)

واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

ابو حمزہ محمد حسان عطاری

01صفر المظفر 1441ھ/01اکتوبر 2019ء

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے